گستاخ رسول
کا انجام
مؤلف
مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی
باہتمام
حافظ محمد جمیل قادری
مکتبہ غوثیہ
یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

گستاخ رسول کا انجام

تحریر

مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی

باہتمام

محمد جمیل قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	گستاخ رسول کا انجام
مصنف	مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی
باہتمام	محمد جمیل قادری
کمپوزنگ	غوثیہ کمپوزنگ سینٹر متصل مکتبہ غوثیہ کراچی
سن اشاعت	اکتوبر 2006ء
تعداد	1100
صفحات	40
قیمت	

مکتبہ غوثیہ (رجسٹرڈ)

بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک متصل دارالعلوم غوثیہ
یونیورسٹی روڈ کراچی (9221) 4910584-4926110

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
1	تقریظ	1
2	مقدمہ	2
3	گستاخ رسول ﷺ کا انجام آیات قرآنی کی روشنی میں	12
4	گستاخ رسول ﷺ کا انجام احادیث مبارکہ کی روشنی میں	17
5	گستاخ رسول ﷺ کا انجام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کی روشنی میں	22
6	حضور اکرم ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والے منافق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قتل کر دینا	23
7	گستاخ رسول ﷺ کا انجام اعلیحضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں	25
8	گستاخ رسول ﷺ کا انجام غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں	29
9	گستاخ رسول ﷺ کا انجام محدث اعظم علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ کی نظر میں	31
10	شریعت کی توہین کرنے والا تورات کی تصریح کے مطابق واجب القتل ہے	35
11	حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کا گستاخ رسول ﷺ کو اس کے انجام تک پہنچانا	37
12	حرف آخر	38

تقریظ جلیل

استاذ العلماء بقیۃ السلف حضرت جمیل احمد نعیمی مدظلہم

﴿ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث، دار العلوم نعیمیہ کراچی﴾

مغزِ قرآن، روحِ ایمان، جانِ دین
ہست حُبّ رحمۃ اللعالمین

قرآن عظیم وحدیث رسولِ کریم ﷺ میں انبیاء ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعدد آیات کریمہ اور مختلف احادیث شریفہ میں فضائل ومناقب اور تکریم وتعظیم کو بیان کیا گیا ہے، مگر افسوس صد افسوس بعض بد بخت و بدنصیب مستشرقین ان واضح دلائل وبراہین کے ہونے کے باوجود انبیاء بالخصوص سید الانبیاء محبوب کبریا، وجہ تخلیقِ کائنات ﷺ کی نہ صرف زبانی گستاخی وبے ادبی کرتے ہیں بلکہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے بھی اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج نہ صرف اسلامی ملکوں بلکہ خود مغربی ممالک میں بھی اس جرم کے خلاف پرزور احتجاج ہو رہا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک نہ صرف حضور اکرم ﷺ کی عزت وناموس کے خلاف کچھ کہنا جرم وگستاخی ہے بلکہ از حضرت آدم تا حضرت عیسیٰ علیہم السلام بہت بڑا گناہ ہے۔

ہر دور میں بعض بیہودہ ہنود نے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے انہیں امتحان میں ڈالا ہے، ایسی ہی کچھ صورت 2006ء میں بھی واقع ہوئی ہے، اس پر اخبار ورسائل اور الیکٹرانک میڈیا گواہ ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گاہے بگاہے مستشرقین اس قسم کی حرکت کرکے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ابھی مسلمانوں میں کتنی حمیت وغیرت اور عشق ومحبت اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کے سلسلے میں باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے مشہور ومعروف عالم ودانشور پروفیسر ڈاکٹر ابو لیث صدیقی مرحوم نے فرمایا: مغرب کے بعض اسکالرز اور دانشوروں کا اعتراض اسلام پر دس فیصد ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر نوے فیصد ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی اپنے نبی ﷺ سے کس درجہ کی عقیدت ومحبت رکھتا ہے اور گستاخ وبے ادب سے نفرت کرتا ہے، انہی جذبات واحساسات سے متاثر ہوکر عزیزم مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی زید مجدہٗ نے یہ رسالہ تحریر کیا ہے۔

؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز کیا لوح وقلم تیرے ہیں

مقدمہ

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَہُمۡ عَذَابًامُّہِیۡنًا(احزاب:۵۷)

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پر تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

گزشتہ سال ستمبر 2005ء اور اکتوبر میں ڈنمارک اور ناروے کے اخبارات میں نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کی گئیں اور حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کے متعلق توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے اور یہود وہنود کی طاغوتی قوتوں نے اسے آزادی اظہار کا نام دے کر اُن گستاخوں کی پشت پناہی کی اور ان کے ناپاک ارادوں کا دفاع کیا، ایسی بے لگام آزادیٔ اظہار کے بارے میں علامہ اقبال نے یوں کہا تھا:

گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ اظہار ہے ابلیس کی ایجاد

یہود وہنود کی اس مذموم اور ناپاک حرکت پر پورا عالم اسلام تڑپ اٹھا اور تمام مسلمان محبت رسول ﷺ کے عملی اظہار کے طور پر میدان عمل میں نکل آئے، لاکھوں، کروڑوں بلکہ کرۂ ارض پر بسنے والے تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمانوں نے بیک زبان سراپا احتجاج ہو کر یہود وہنود کو للکارا، مسلمانوں کے محبت رسول ﷺ کے اس نہ تھمنے والے سیلاب کو دیکھ کر یہود وہنود کی پوری دنیا میں ہوائیاں اڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، دنیا کے ہر شہر میں احتجاج ہوا، اس احتجاج میں درجنوں شمع رسالت ﷺ کے پروانوں نے جام شہادت نوش کرتے ہوئے محبت رسول ﷺ کا عملی ثبوت دیا، پاکستان میں علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی علامہ سید عرفان شاہ مشہدی، مولانا سید محفوظ شاہ مشہدی، مولانا قاسم علوی، مولانا خادم حسین رضوی، صاحبزادہ رضاء مصطفیٰ، سید مختار اشرف رضوی سمیت سینکڑوں عشاقانِ مصطفیٰ کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کیا گیا، پاکستان اور سعودی عرب سمیت کچھ اسلامی ممالک نے ڈنمارک اور ناروے سے سفارتی تعلقات بھی منقطع کرنے کا اعلان کیا۔

پاکستان کے چاروں صوبوں میں شمعِ رسالت کے پروانوں نے محبتِ رسول ﷺ میں مستغرق ہوکر پرزور احتجاج کیا، بڑے بڑے جلوس اور تاریخی ریلیاں نکالی گئیں، پاکستان میں سب سے بڑی احتجاجی ریلی اہلسنت و جماعت کی جانب سے مورخہ 16 فروری 2006ء بروز جمعرات کو مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن (صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان) مولانا سید شاہ تراب الحق قادری، مفتی محمد جان نعیمی، صاحبزادہ محمد ریحان امجد نعمانی کی قیادت میں نکالی گئی، یہی چاروں افراد اس ریلی کے ابتدائی محرک ہیں، واضح رہے کہ اس ریلی کے سلسلے میں پہلا اجلاس دارالعلوم امجدیہ کراچی میں منعقد ہوا، اس اجلاس کی کال بھی مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ نے دی تھی، اسی اجلاس میں متفقہ طور پر قبلہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب کو ریلی کا متفقہ قائد مقرر کیا گیا، اس ریلی میں تمام سنی تنظیموں نے اپنی اعلیٰ قیادتوں کے ساتھ اور عوامِ اہلسنت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر نے شرکت کی، شہر کراچی کے تمام مدارس اہلسنت کے سربراہان، اساتذہ کرام اور طلباء کرام نے اس ریلی میں بھرپور انداز سے شرکت کی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق شہر کراچی میں شمعِ رسالت کے پروانوں اور عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ نے حقیقی معنوں میں عملی طور پر ''ملین مارچ'' کیا۔ یہ پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی پرامن ریلی تھی جسے پوری دنیا میں بطور مثال پیش کیا جارہا ہے، اس ریلی کو کیا اپنوں اور حکومت نے اپنے اپنے نام سے کیش کرنے کی ناکام کوششیں کیں، بہرحال ہم اس امر کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ ریلی اہلسنت و جماعت کے پلیٹ فارم سے نکالی گئی اور تمام سنی تنظیموں اور مدارسِ اہلسنت اور ان کے سربراہان نے بھرپور نمائندگی کی، لاکھوں نفوس پر مشتمل اس پرامن ریلی سے جن علماء کرام و اہل فکرونظر نے خطاب کیا، ان میں مولانا سید شاہ تراب الحق قادری، استاذ العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی، صاحبزادہ شاہ انس نورانی، مفتی محمد جان نعیمی، صاحبزادہ ریحان امجد نعمانی، علامہ غلام دستگیر افغانی، مفتی محمد رفیق حسنی، پروفیسر غلام عباس قادری، مفتی عبدالحلیم ہزاروی، عباس قادری، طارق محبوب، مولانا قاضی احمد نورانی، حاجی محمد رفیق پردیسی برکاتی، حاجی حنیف طیب، حاجی حنیف بلو، اکرم قادری، صاحبزادہ غوث صابری کے علاوہ کثیر تعداد میں مقررین نے خطاب کیا، جبکہ آخری صدارتی خطاب مفتی اعظم پاکستان فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہم نے کیا۔ اس تاریخی لاکھوں نفوس پر مشتمل ریلی میں عوامِ اہلسنت اور تمام سنی تنظیموں اور ان کے

سربراہان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور آپ کے رفقاء نے اتحاد اہلسنت کا خوبصورت پیغام دے کر یہ بتا دیا کہ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ اہلسنت کبھی متحد نہیں ہو سکتے، وہ آج اتحادِ اہلسنت کا یہ خوبصورت منظر اپنی آنکھوں دیکھ لیں۔ اتحادِ اہلسنت کے اس عظیم اقدام پر ہم مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں، امید کرتے ہیں اگر حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کوشش فرمائیں تو ان شاء اللہ العزیز وہ وقت دور نہیں کہ اہلسنت و جماعت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں، ہم دعا گو ہیں کہ رب کریم اہلسنت و جماعت کے اس بکھرے ہوئے شیرازے کو اسی طرح مجتمع فرمائے، اگر یہ شیرازہ اسی طرح بکھرا رہا تو پھر بقول کسے

؎ "داستاں بھی نہ ہوگی تمہاری داستانوں میں"

اس ریلی میں پوری دنیا میں بسنے والے انسانی حقوق کے علمبرداروں اور مسلم حکمرانوں سے چند مطالبات قراردادوں کی شکل میں پیش کئے گئے، وہ قراردادیں مندرجہ ذیل تھیں۔

قرارداد (۱): او آئی سی کا ہنگامی سربراہی اجلاس طلب کیا جائے، صدر مملکت اپنی نسبی، دینی اور قومی غیرت وحمیت کی ترجمانی کریں

تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور توہین رسالت کے مجرمین کے خلاف مسلمانان پاکستان اور اہلسنت و جماعت کی لاکھوں نفوس پر مشتمل یہ عظیم الشان احتجاجی ریلی صدر پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی نسبی، دینی اور قومی غیرت وحمیت کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے او۔آئی۔سی کا ہنگامی سربراہی اجلاس طلب کریں، ہماری رائے میں یہ اجلاس مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں منعقد کیا جائے اور تمام مسلم حکمران خاتم النبیین ﷺ کے مواجہہ اقدس میں باادب کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے ناموسِ رسالت ﷺ کی پاسبانی اور تحفظ کا عہد کریں، جس طرح ستر (۷۰) کے عشرے کے شروع میں "القدس" کی آتش زنی کے خلاف لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی تھی، مجوزہ کانفرنس میں توہینِ رسالت کے مجرمین اور ان کو تحفظ دینے والے ممالک کے خلاف ٹھوس سفارتی، سیاسی واقتصادی تادیبی اقدامات کا اعلان کرے، ہماری رائے میں ناموس رسالت ﷺ پر براہِ راست حملہ اور اہانت رسول ﷺ القدس الشریف کی آتش زنی سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے، ایسے ممالک کی مصنوعات کا اجتماعی بائیکاٹ کیا جائے اور ان سے سفارتی وتجارتی روابط منقطع کئے جائیں۔ دنیا بھر کے تقریباً ڈیڑھ

ارب مسلمانوں کے ترجمان اور نمائندہ ادارے او۔آئی۔سی کی توہین رسالت کے سنگین مجرمانہ مسئلے پر خاموشی، بے حسی اور بے عملی نہ صرف قابلِ تشویش بلکہ قابلِ مذمت ہے۔

قرارداد (۲): ڈنمارک، ناروے اور ان تمام ممالک کی مصنوعات کا فوری بائیکاٹ

جب تک ہمارے حکمران عامۃ المسلمین کی ترجمانی سے غفلت برت رہے ہیں اور قومی جذبات کا ساتھ دینے اور ان کی صحیح ترجمانی کرنے کے بجائے مخالف دھارے پر چل رہے ہیں یا محض بے ضرر مذمتی بیانات پر اکتفا کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان دینی، قومی اور ملی بے حمیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے توہینِ رسالت کے اس ظالمانہ وار کو برداشت کرلیں اور عشقِ رسالت مآب ﷺ کے آئینہ دار کسی توانا، جاندار اور ایمان افروز احتجاجی ردعمل کا مظاہرہ نہ کریں، مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے حکمرانوں کے اس رویے، پست ہمتی اور بے عملی کی شدید مذمت کریں۔ اہلسنت وجماعت کی لاکھوں نفوس پر مشتمل یہ عظیم الشان احتجاجی ریلی تاجروں، صنعتکاروں، بینکاروں، تمام کاروباری حلقوں، تھوک فروشوں اور تاجران سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ڈنمارک، ناروے اور ان تمام ممالک کی مصنوعات کا فوری بائیکاٹ کا اعلان کریں جو توہین رسالت پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور آزادئ اظہار کی آڑ میں ان کو تحفظ دے رہے ہیں۔

قرارداد (۳): حق اظہار رائے اور حقوق انسانی کے منشور کی تدوینِ نو کا مطالبہ

اہل سنت وجماعت کی طرف سے ہزاروں نفوس پر مشتمل یہ عظیم الشان احتجاجی ریلی جلوس پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ حقوق انسانی کے منشور (Human Rights Charter) کی تدوین نو کی جائے اور کروڑوں اربوں انسانوں کی مذہبی اقدار کو پامال کرنے، دینی جذبات کو مجروح کرنے اور ذہنی اذیت رسانی کو سنگین جرم قرار دیا جائے اور اس طرح کے جرائم کے مرتکب افراد کو ٹرائل کے لئے ایسی آزاد بین الاقوامی عدالت کے حوالے کیا جائے جس میں مسلمان جج بھی شامل ہوں، یہ جلوس مطالبہ کرتا ہے کہ آزادانہ اظہار رائے کے حق (Freedom of Expression) کی تعریف ازسرِنو متعین کی جائے اور اس حق آزادی کے حوالے سے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔

قرارداد (۴): توہین رسالت کے مجرموں کو ذہنی وفکری دہشت گرد قرار دے کر انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں

اہلسنت وجماعت کا یہ عظیم الشان احتجاجی جلوس برملا اعلان کرتا ہے کہ مسلمان، حقوق انسانی

یا آزادیٔ اظہار کی آڑ میں توہین رسالت ﷺ کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ دہشت گردی کے خلاف مصروف پیکار مغربی دنیا سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جسمانی اذیت کی طرح ذہنی اذیت رسانی کو بھی دہشت گردی کی تعریف میں شامل کرکے توہین رسالت کے مجرموں کو ذہنی وفکری دہشت گرد (Intellectual Terrorist) قرار دے کر انہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں۔

قرار داد (۵): تشدد کی مذمت اور اعلانِ برأت

تحریکِ تحفظ ناموسِ رسالت ایک مقدس مشن ہے، پاکیزہ تحریک ہے، پرامن اور منظم احتجاج ہے اور ہمارا بنیادی انسانی حق ہے، ہم لاہور اور بعض دیگر مقامات پر جلاؤ، گھیراؤ، توڑ پھوڑ، آتش زنی اور انسانی جانوں کے اتلاف کے ناخوشگوار واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ یہ تخریب کاروں، مفسدین اور ملک دشمن عناصر کی کاروائی ہے، جانثارانِ رسالت اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ایسی غیر شرعی، غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکات کا تصور بھی نہیں کرسکتے، ہم ان سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں، یہ تمام جانی اور مالی نقصان کسی دشمن یا دشمن ملک کا نہیں بلکہ ہمارا ہے اور اپنے ملک کے اندر سب کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔

یہود و ہنود کی اس مذموم حرکت سے ہر دل مضطرب اور ہر روح زخمی ہے، اہل ایمان کو ذہنی اور فکری طور پر ناقابلِ برداشت صدمہ پہنچا۔ اور عالمی سطح پر بگڑی ہوئی صورت حال کے پیش نظر حضرت فقیہ ملت مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہم نے چند تحریری تجاویز پیش کیں، جنہیں ملک کے بڑے بڑے اخبارات نے ادارتی صفحات میں شائع کیا، ملاحظہ فرمائیں:

تحریکِ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ اور اہلسنت وجماعت کے زیرِ اہتمام عظیم الشان، منظم اور پرامن ریلی کے تناظر میں چند گذارشات، مفتی منیب الرحمٰن

ملت کفر کی جانب سے ناموسِ رسالت ﷺ پر حملے اور توہینِ رسالت کے ارتکاب کے انتہائی سنگین اور اندوہناک واقعے کے نتیجے میں عالمگیر سطح پر مسلمانوں میں شدید ترین ذہنی کرب و اضطراب پیدا ہوا، جس کے بے ساختہ اور بے قابو اظہار کے مظاہر ہر روز الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں نظر آرہے ہیں اور پاکستانی مسلمانوں کی اپنی تمام تر عملی کوتاہیوں کے باوجود ذات رسالت مآب ﷺ سے عقیدت ومحبت جذباتی وابستگی اور جانثاری ایمان کا اولین تقاضا بھی ہے اور ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ پاکستان میں مسلمانوں کے بے ساختہ فطری ردِ عمل کے طور پر احتجاج جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں کا سلسلہ تسلسل سے جاری ہے، اس کی ضرورت بھی ہے، بلکہ یہ دینی فریضہ ہے۔

لاکھوں نفوس کے شرکت کے باوجود ان احتجاجی جلوسوں اور ریلیوں میں جہاں تقدس پاکیزگی، امن دامان اور عشق رسالت کے باوقار مظاہر جہاں نظر آئے، وہاں آتش زنی، توڑ پھوڑ اور تخریب کے المناک وشرمناک مناظر بھی دیکھنے کو ملے۔ اور آخر میں اسلام آباد کے احتجاجی پروگرام کو روکنے کے لئے شہری ناکہ بندی کرنے اور شیلنگ کے ناخوشگوار واقعات رونما ہوئے۔

اس پسِ منظر کے تناظر میں ہم صدرِ پاکستان جناب جنرل پرویز مشرف، وزیرِ اعظم جناب شوکت عزیز، حکومتی اتحاد میں شامل تمام جماعتوں، پارلیمنٹ میں حزبِ اختلاف کی تمام جماعتوں، پارلیمنٹ سے باہر دینی، سیاسی اور سماجی تنظیمات اور قوم کے تمام طبقات سے اپیل کے ساتھ چند دردمندانہ گذارشات پیش کرنا چاہتے ہیں:

ا۔ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کا مسئلہ امت مسلمہ کا مسئلہ ہے، دین وایمان کا مسئلہ ہے، اسے حزبِ اقتدار وختلاف کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے، بلکہ جو جہاں اور جس حیثیت میں ہے، اسے مکمل ذمہ داری کے ساتھ اس میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے، حکومت سے باہر جو عناصر ہیں، ان کا کام پرامن، منظم اور موثر احتجاج کرنا، اپنی حکومت اور ملت کفر تک اپنی آواز پہنچانا اور اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق ایسی موثر تجاویز، اقدامات اور حکمت عملی سے حکومت کو آگاہ کرنا ہے، جو اس تحریکِ تحفظِ ناموسِ رسالت کے مقدس مشن کے حصول میں مُمِد ومعاون ہوں۔ اور حکومت وقت کا کام اپنے عوام اور امت مسلمہ کے جذبات واحساسات کی نہ صرف ملی ودینی غیرت وحمیت پر مبنی مکمل ترجمانی کرنا بلکہ سیاسی، سفارتی واقتصادی میدان میں ایسے موثر عملی اقدامات کرنا، جن کے نتیجے میں ملت کفر اور اہل مغرب ''تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ'' کیلئے موثر عملی اور قانونی اقدامات کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ توہینِ رسالت کی پشت پناہی کرنے والے ممالک سے سفارتی واقتصادی روابط کا انقطاع اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ اس کی ایک موثر صورت ہے۔ تاہم مغربی ممالک کے وہ غیر مسلم شہری جو حکومت پاکستان کی باقاعدہ اجازت سے قانونی دستاویزات کے ساتھ ہمارے ملک میں مقیم ہیں، وہ ہمارے معاہد ہیں اور ان کی جان ومال کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔

۲۔ اقوامِ متحدہ، ہیومن رائٹس کمیشن، یورپین یونین، امریکہ اور بین الاقوامی اداروں کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ ''منشورِ حقوقِ انسانی'' اور ''آزادئ اظہار'' کی تعریفات اور حدود کا ازسرِ نو

تعین کریں اور ناموسِ الوہیت و نبوت اور الہامی مذاہب کی اہانت کو بین الاقوامی قانون میں جرم قرار دیں، اور ایسے مجرموں کے لئے سزاؤں کا تعین کر کے ان کو بین الاقوامی عدالت کے سپرد کیا جائے۔

۳۔ ہر ذی شعور جانتا ہے کہ امت مسلمہ بوجوہ اس وقت طاقت کی پوزیشن میں نہیں ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ باطل سے مرعوب ہو کر دینی، ملی اور قومی غیرت کا سودہ کر لیا جائے اور ذہنی اور فکری غلامی کو ہمیشہ ہمیشہ قبول کر لیا جائے۔

۴۔ جس طرح بین الاقوامی طور پر بے قصور لوگوں کی جانیں تلف کرنا، مجبور و معذور بنا دینا، جان و مال کی حرمت کو پامال کرنا، دہشت گردی ہے، بالکل اسی طرح ذہنی، فکری، اعتقادی اور نظریاتی اذیت رسانی کو بھی دہشت گردی بلکہ سب سے سنگین دہشت گردی قرار دیا جائے۔

۵۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ''او۔آئی۔سی'' ایک کمزور ادارہ ہے، لیکن مجبوری یہ ہے کہ امت مسلمہ کا یہی واحد مشترکہ عالمی فورم ہے، لہٰذا اسے متحرک کرنا اور اس میں جان ڈالنا ضروری ہے۔ صدر پاکستان پر لازم ہے کہ وہ تحفظِ ناموسِ رسالت کے لئے اپنا موٴثر کردار ادا کریں اور توہینِ رسالت کے مرتکبین اور ان کی پشت پناہ ممالک کے خلاف موٴثر اقدامات کے لئے او۔آئی۔سی کا ہنگامی سربراہی اجلاس طلب کرنے کے لئے پہل کریں، اور علانیہ طور پر باقاعدہ طریقے سے نہ صرف اس کا مطالبہ کریں بلکہ مسلم ممالک کا دورہ کر کے انہیں اس پر آمادہ کریں۔

۶۔ ہماری رائے میں او۔آئی۔سی کا مجوزہ ہنگامی سربراہی اجلاس مدینہ منورہ میں منعقد کیا جائے اور مسلم ممالک کے تمام حکمران رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تحفظِ ناموسِ رسالت کا عہد کریں اور اجتماعی طور پر موٴثر عملی اقدامات کا اعلان کریں۔

۷۔ چھپن ممالک کی اجتماعی آواز اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی افرادی قوت اور مارکیٹ اتنی بھی بے توقیر اور بے اثر نہیں کہ کوئی اس آواز پر بالکل کان نہ دھرے، لہٰذا مسلم امہ اپنا وجود منوانے میں دیر نہ کرے۔

۸۔ امت مسلمہ کو اپنا وقار بلند کرنے اور عالمی برادری میں باعزت مقام حاصل کرنے کے لئے سائنس، ٹیکنالوجی، ہائی ٹیک، تجارت و صنعت اور جدید علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنی ہوگی، مصنوعات کو بین الاقوامی معیار پر لانا ہوگا، صنعت کی ترقی، تجارت میں امانت و دیانت، نظام حکمرانی میں عدلِ اجتماعی کی ضمانت اور اسلامی شورائی نظام اور قانون کی حکمرانی کے

مسلمہ معیارات کو اپنانا ہوگا۔

۹۔ قوم کی امانت اقتدار، امانت حقوق اور قومی خزانے کو کرپشن، خورد برد، اقربا پروری کی لعنت سے پاک کر کے عہدوں اور مناصب کی امانت کو اہل لوگوں کے سپرد کرنا ہوگا۔

۱۰۔ ہم یہ بھی باور کرانا چاہتے ہیں کہ "تحریک تحفظ ناموسِ رسالت" ایک مقدس، پاکیزہ اور باوقار مشن ہے، گھیراؤ، جلاؤ، لوٹ مار، جان و مال اور آبرو کی حرمت کی پامالی کی حرکات نہ صرف یہ کہ فساد، تخریب اور دہشت گردی ہے، بلکہ اس اعلیٰ ترین روحانی مقصد کے منافی ہے۔ اس میں جہاں اس تحریک کے قائدین پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے عوام کو شرعی قانونی اور اخلاقی دائرے کے اندر رکھیں، وہاں حکومت کی بھی پوری ذمہ داری ہے کہ تخریبی عناصر کو دراندازی کر کے ملک، قوم اور اس کے اعلیٰ وقار کو تباہ کرنے کا موقع نہ دیں۔ لاہور اور پشاور کے واقعات ہم سب کے لئے باعثِ عار اور عالمی سطح پر رسوائی کا باعث ہیں۔

۱۱۔ علماء پر مقدمات دائر کرنے اور ان کو موردِ الزام ٹھہرانے کے بجائے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور حکومت کا فرض ہے کہ اصل تخریبی عناصر کا کھوج لگا کر انہیں قرار واقعی عبرت ناک سزا دیں۔ ہم حزبِ اختلاف سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ ان مقدس اجتماعات کے خطابات کو عظمتِ رسول ﷺ کے موضوع تک ہی محدود رکھا جائے۔ اور یہ تاثر نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ تحفظِ ناموسِ رسالت کی مقدس تحریک میں سیاسی مقاصد کی آمیزش بھی ہے۔

۱۲۔ ہماری معلومات کے مطابق لاہور میں بعض ممتاز علماء کے خلاف مقدمات دائر کئے جا رہے ہیں اور ان کے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں ان کے قریبی رشتہ داروں کو گرفتار اور ہراساں کیا جا رہا ہے۔ یہ طرزِ عمل حکومت پر اعتماد کو مجروح کرے گا اور اس کے وقار میں کمی آئے گی۔

۱۳۔ ہم تمام مسلمانوں پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری پرامن احتجاجی تحریک توہین رسالت کو ارتکاب کرنے والوں اور ان کے پشت پناہ مغربی ممالک کے حکمرانوں کے خلاف ہے، پاکستان کی اقلیتی برادری کے لوگوں کے خلاف نہیں ہے۔ اقلیتوں کی جان، مال اور آبرو اور عبادت گاہوں کا تحفظ، ہماری آئینی اور قانونی ذمہ داری ہے اور چرچ یا کسی عبادت گاہ پر حملہ ہماری تحریک کے لئے نقصان دہ ہے، اس سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے۔

ہماری رائے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ حکومت سرکردہ علماء کو بلا کر باہمی مذاکرات کے ذریعے اس

مسئلے کا حل تلاش کرے، اور پر امن احتجاج کرنے والوں اور شرپسند عناصر میں فرق کرے اور جان و مال کے نقصانات کی تلافی کرے۔ ہم اپنی بساط کے مطابق صورتحال کی اصلاح کے لئے دین وملک کے بہترین مفاد میں ہر تعاون کے لئے تیار ہیں، یہ حکومت کے بھی بہترین مفاد میں ہے کہ جلد از جلد حالات معمول پر لائیں تاکہ خوف وہراس کی فضا ختم ہو۔ عوام شب و روز درس و تدریس، وعظ وتقریر اور تزکیہ اور تربیت میں مشغول علماء کو فسادی وتخریب کار قرار دینے پر ہرگز اعتماد نہیں کریں گے۔ ہم نے اہلسنت کے زیر اہتمام 13 فروری کو راولپنڈی اور 16 فروری کو کراچی میں لاکھوں نفوس کی روح پرور فضا میں منظم و پرامن احتجاجی ریلیاں منعقد کر کے ثابت کیا ہے کہ اپنی آواز کو اس طرح بھی دوسرے فریق تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ دلیل واستدلال، متانت ووقار اور امن وآشتی کو فروغ دینے والوں کو اہمیت دے اور ملک وملت کے مفاد میں "تعاونوا علی البرّ" کے قرآنی حکم پر عمل کرے۔ ہم بنیادی طور پر اکیڈمک لوگ ہیں، روایتی حزب اقتدار واختلاف سے ہمارا تعلق نہیں ہے، ہم صرف احتساب، تعمیری تنقید اور اصلاح کے خواہاں ہیں۔

کچھ کراچی کی تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ احتجاجی ریلی کے بارے میں:

اہلسنت وجماعت کے زیر اہتمام جمعرات 16 فروری کو تحفظِ ناموس مصطفیٰ ﷺ احتجاجی ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ اس ریلی میں اہلسنت وجماعت کے تمام دینی مدارس وجامعات، رفاہی، سیاسی ومذہبی جماعتوں وتنظیمات، ائمہ وخطباء، علماء ومشائخ، سب کا تعاون واشتراک تھا۔ ابتدا میں اس کی دعوت وتحریک چار افراد کی جانب سے تھی، یعنی راقم الحروف مفتی منیب الرحمٰن، مولانا سید شاہ تراب الحق قادری، مفتی محمد جان نعیمی اور صاحبزادہ محمد ریحان امجد نعمانی۔ اس میں اہلسنت وجماعت کے ہر طبقے، تنظیم، ادارے اور افراد نے اپنے اپنے انفرادی تشخص، نام، عنوان اور شناخت کو بہت بڑے ایثار سے کام لے کر اہلسنت وجماعت کے مشترکہ پلیٹ فارم میں ضم کر دیا تھا اور یوں قطرہ قطرہ مل کر سمندر بن گیا، یہ کراچی کی تاریخ میں لاکھوں نفوس کا ایک منفرد، منظم، مثالی، روح پرور، ایمان افروز اور پرامن مظاہرہ تھا، اسے اگر ملین مارچ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ اس کا مقصد ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے اپنے عزم وثبات اور ایمان وایقان کا اظہار کرنا تھا اور اپنی حکومت اور اہل مغرب کو ایک توانا اور پرعزم پیغام دینا تھا کہ اہلسنت وجماعت اور امت مسلمہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے لئے

ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، اس میں کسی کی شخصی قیادت کا پروجیکشن ہرگز مقصود نہیں تھا اور نہ ہی اس کا کوئی سیاسی ایجنڈا تھا، فقط تحفظ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کا یک نکاتی ایجنڈا تھا۔ اس سے ایک بار پھر یہ حقیقت سامنے آئی کہ کراچی اہلسنت وجماعت اور شمع رسالت کے پروانوں کا شہر ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس عظیم الشان پرامن اور منظم احتجاجی ریلی کو مثالی قرار دیا گیا اور حقیقت واقع بھی یہی ہے۔ اس ریلی کے انعقاد کے حوالے سے ہم الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا یعنی ابلاغ عامہ کے تمام افراد اور اداروں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اس سعادت کے حصول میں اپنا حصہ ڈالا، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ماجور فرمائے۔ اس عظیم الشان احتجاجی ریلی کو پرامن طور پر منعقد کرنے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں اور صوبائی حکومت کے ذمہ داران نے بھی ہر ممکن تعاون کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھا، تاکہ شرپسند، فسادی اور تخریبی عناصر اسے سبوتاژ نہ کر سکیں اور یہی اس کی تقدیس کا تقاضا بھی تھا۔ لاہور اور پشاور کی آتش زنی، جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کے تناظر میں اس احتجاجی ریلی کے پرامن انعقاد کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں، بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے اور بارگاہِ الوہیت ونبوت میں مقبولیت کی دلیل ہے، دراصل باری تعالیٰ پر توکل اور اس کے حبیب کریم ﷺ سے توسل ہی ہمارا شعار ہے۔ بعض مؤقر اخبارات نے اظہارِ تحسین کے لئے اس پر اداریے بھی لکھے، اور بعض فاضل اہلِ قلم نے کالم بھی لکھے، ہم ان سب کے بھی شکر گزار ہیں، لیکن ایک عاجزانہ گلہ یہ ہے کہ ریلی کے شرکاء کی تعداد کے تذکرے میں انصاف نہیں برتا گیا اور ریلی کے منتظمین وداعیان کے ذکر صریح سے نہ صرف گریز کیا گیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے چند کلماتِ خیر کہنے میں ذرا بخل سے کام لیا گیا، نیز اس امر کی تصریح بھی لازمی تھی کہ اس ریلی کا انعقاد اہلسنت وجماعت نے کیا تھا۔

﴿محمد نصیر اللہ نقشبندی﴾

ناظم، دارالعلوم نعیمیہ بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی

خطیب جامع مسجد القمر، شاہ فیصل کالونی نمبر 5، کراچی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گستاخِ رسول ﷺ کا انجام

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کرنے والوں اور ایذا پہنچانے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر وعیدات نازل فرمائیں اور انہیں دردناک عذاب سے ڈرایا، چند آیات قرآنی ملاحظہ فرمائیں۔

☆ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (احزاب: ۵۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

☆ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچانے والوں کو دردناک عذاب سے خبردار کیا گیا ہے، فرمایا

وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (التوبہ: ۶۱).

ترجمہ: اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو نبی کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو (کان کے کچے) ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ ہر ایک کی بات نہیں سنتے ہیں، تمہاری بھلائی کیلئے ہر ایک کی بات سنتے ہیں اور وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنین کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں اور تم میں سے ایمان والوں کے لیے رحمت ہیں اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: منافقین نے یہ کلمات کفریہ سنجیدگی سے کہے ہوں یا مذاق سے یا جیسے بھی انہوں نے کلمات کہے ہوں یہ کفر ہے، کیونکہ اس میں ائمہ کا

اختلاف نہیں ہے، مذاق سے کلمہ کفریہ کہنا بھی کفر ہے (احکام القرآن ج ۸ ص ۱۲۲)۔

نیز اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی شانِ اقدس میں کوئی ایسا کلمہ کہنا جو عرف عام میں توہین کے لیے متعین ہو وہ کفر ہے، اور اس کا مرتکب واجب القتل ہے، خواہ اس نے توہین کی نیت کی ہو یا نہیں، کیونکہ منافقین نے کہا تھا کہ ہم نے توہین کی نیت سے ایسا نہیں کیا بلکہ مذاق سے کہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اب بہانے نہ بناؤ تم ایمان کا اظہار کرنے کے بعد کفر کر چکے ہو، علامہ قرطبی کے مطابق وہ تین افراد تھے ان میں سے دو نے مذاق اڑایا۔

☆ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ،الخ(التوبہ: ۶۵-۶۶)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کا اور اس کی آیتوں کا اور اس کے رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے، اب عذر نہ پیش کرو بے شک تم اپنے ایمان کا اظہار کرنے کے بعد کفر کر چکے ہو۔

☆ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (الحجرات: ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے بعید نہیں کہ (وہ ان مذاق اڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، عورتوں کا مذاق اڑائیں عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں آپ میں طعنہ زنی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو کیا ہی برا نام ہے ایمان کے بعد فاسق کہلانا اور جو لوگ توبہ نہ کریں وہی ظلم کرنے والے ہیں۔

☆ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ ۢبَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۝(الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اور تمہیں لائق نہیں کہ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بے شک تمہاری یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔

☆ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ۝(المجادلہ: ۲۰)

ترجمہ: یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے عداوت رکھتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کے لئے قتال کا حکم صادر فرمایا ہے۔

☆ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الانفال: ۱۲-۱۳)

ترجمہ: کافروں کی گردنوں کے اوپر مارو اور کافروں کے ہر جوڑ پر ضرب لگاؤ، یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

☆ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور (تمام) مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔

☆ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورۃ الحشر: ۴)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کی بارگاہ کا ادب قرآن حکیم میں خود سکھاتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

☆ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (البقرہ: ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو (اپنے رسول سے) راعنا نہ کہو اور انظرنا کہو اور ابتداء (غور سے) سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

بعض یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حضور میں آکر لفظ "راعنا" سے آپ کو مخاطب کرتے، جس کے معنی ان کی عبرانی زبان میں ایک بددعا کے ہیں

اور وہ اسی نیت سے کہتے تھے، مگر عربی زبان میں اس کے معنیٰ "ہماری رعایت فرمایئے" کے ہیں، اس لئے عربی دان ان کے اس فریب کو نہ سمجھ سکے اور اچھے معنیٰ کے قصد سے بعض مسلمان بھی آپ ﷺ کو اس کلمہ سے خطاب کرنے لگے۔ اس سے ان شریروں کو اور گنجائش ملی، آپس میں بیٹھ کر ہنستے اور مذاق اڑاتے کہ اب تک تو ہم ان کو خفیہ ہی برا کہتے تھے اب اعلانیہ کہنے کی تدبیر ایسی ہاتھ آگئی کہ مسلمان بھی اس میں شریک ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ گوارہ نہ ہوا کہ کوئی اس طرح محبوب مکرم کی شان میں گستاخی کا پہلو نکال سکے۔ حق تعالیٰ نے اس گنجائش کے قطع کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس لفظ "راعنا" کا استعمال چھوڑ کر لفظ "انظرنا" (یعنی یا رسول اللہ ﷺ ہم پر نظرِ کرم فرمائیں) استعمال کرو، تاکہ یہود کی شرارت اور گستاخانہ عزائم کامیاب نہ ہو سکیں۔

علامہ شوکانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

قال المؤمنون بعد هذه الأية من سمعتموه يقولها فاضربوا عنقهٔ فانتهت اليهود بعد ذالک (فتح القدير ص ۱۲۵، ج ۱)

اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ اگر کوئی شخص ایسا لفظ استعمال کرے جس میں توہینِ رسالت کا احتمال ہو تو اس کی گردن اڑادی جائے، یہ دھمکی سن کر یہودی ایسے الفاظ استعمال کرنے سے باز آگئے۔

نوٹ: آج بھی اگر امت مسلمہ متفقہ طور پر کوئی مضبوط لائحہ عمل اور قانون بنائیں تو بعید نہیں کہ کسی کافر ملعون کو شان رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے کی جرأت ہو۔

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ یہودی لفظ "راعنا" رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بطورِ طعن و تشنیع استعمال کرتے ہیں تو آپ نے یہودیوں سے کہا: عليكم لعنة الله لو سمعتها من رجل منكم يقولها للنبي ﷺ لاضربن عنقهٔ (تفسير قرطبی ص ۵۷ ج ۲)

اے یہودیو! تم پر لعنت ہو اللہ کی آئندہ اگر میں نے تم میں سے کسی کو لفظ "راعنا" کہتے ہوئے سنا تو اس کی گردن اڑادوں گا۔

☆ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۞

(الحجرات: آیت ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان کے حضور چیخ کر بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اپنے پیارے حبیب لبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی محفل میں بیٹھنے کے آداب سکھا رہا ہے، پس معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کی بارگاہِ عالی میں چلا کر بات کرنا اور اپنی آواز کو حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی کرنا بھی توہین اور تنقیص میں شامل ہے، معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی پوری انسانیت کے لیے واجب الاحترام ہے اور اس دربار عالی میں ادب واحترام اور گفتگو کے آداب بھی رب کائنات کی ذات اہل ایمان کو سکھا رہی ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے۔

سورۃ الحجرات کا موضوع ہی اہل ایمان کو دربار رسالت ﷺ میں آداب کی تعلیم دینا ہے، سب سے پہلے مسلمانوں کو واضح طور پر یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے تقدم اور پیش قدمی نہ کرو، کس چیز میں پیش قدمی کو منع فرمایا ہے قرآن کریم نے اس کو ذکر نہیں کیا جس میں اشارہ عُموم کی طرف ہے کہ کسی قول یا فعل میں نبی اکرم ﷺ سے پیش قدمی نہ کرو بلکہ انتظار کرو کہ رسول اللہ ﷺ کیا جواب دیتے ہیں، ہاں آپ ہی کسی کو جواب کے لئے مامور فرمادیں تو وہ جواب دے سکتا ہے، اسی طرح اگر آپ چل رہے ہیں تو کوئی آپ سے آگے نہ بڑھے، کھانے کی مجلس ہے تو آپ ﷺ سے پہلے کھانا شروع نہ کرے مگر یہ کہ آپ ﷺ کی تصریح یا قرائن سے یہ ثابت ہو جائے کہ آپ ﷺ خود ہی کسی کو آگے بھیجنا چاہتے ہیں جیسے سفر اور جنگ میں کچھ لوگوں کو آگے چلنے پر مامور کیا جاتا تھا۔

اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام کی کیفیت:

رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا یا بلند آواز سے اس طرح گفتگو کرنا جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت کیا کرتے ہیں ایک قسم کی بے ادبی اور گستاخی ہے، چنانچہ اس آیت کے نُزول سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ حال ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم ہے کہ اب مرتے دم تک آپ ﷺ سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو (درمنثور از علامہ سیوطی ص ۵۴۸، ج ۷)۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ طبعی طور پر بہت بلند آواز تھے، یہ آیت سن کر وہ بہت ڈرے اور روئے اور اپنی آواز کو گھٹایا۔ (در منثور ص ۵۴۹، ج ۷)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والقاعدة المختارة ان ايذائه عليه الصلوٰة والسلام يبلغ مبلغ الكفر المحبط للعمل باتفاق وردالنهي عما هو مظنة لاذى النبي ﷺ سواء وجد هذا المعنى اولا حماية للذريعة وحسماً للمادة.

(روح المعاني ص ۱۳۶، ج ۲۶)

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی قول یا فعل کے ذریعہ تکلیف پہنچانا کفر ہے جس سے انسان کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں، لہٰذا ایسے اعمال سے بھی منع فرمایا گیا ہے جس سے آپ ﷺ کو اذیت پہنچنے کا احتمال ہو۔

گستاخ رسول ﷺ کا انجام احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

عن عكرمه عن ابن عباس رضى الله عنهما ان اعمى كانت له ام ولد تشتم النبي ﷺ وتقع فيه فينهاها فلا تنتهي ويزجزها فلا تنزجر فلما كان ذات ليلته جعلت تقع في النبي ﷺ وتشتمه فاخذمغول فوضعه في بطنها واتكاعليها فقتلها فلما اصبح ذكر ذالك للنبي ﷺ فجمع الناس فقال انشد رجلا فعل ما فعل لي عليه حق الاقام فقام الاعمى يتخطى الناس وهو يتدلدل حتى قصد بين يدى النبي ﷺ فقال يارسول الله انا صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فانهاها فلا تنتهي وازجرها فلا تنزجر ولي منها ابنان مثل اللولو وكانت بي رفيقته فلما كان البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك فاخذت المعول فوضعته في بطنها واتكات عليها حتى قتلها فقال النبي ﷺ اشهد ان دمها هدر.

(سنن ابى دائود ج ۲ ص ۲۵۲، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ مطبوعه دهلى، سنن نسائى ج ۲ ص ۱۷۰، كتاب المحاربه باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، سنن ابو دائود رقم الحديث: ۴۳۶۱، سنن نسائى رقم الحديث: ۴۰۸۱، المطالب العاليه

رقم الحدیث: ۱۹۸۵ ،تبیان القران ج۵ص ۸۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی رسول کی باندی ام ولد تھی، وہ نبی اکرم ﷺ کو برا کہتی تھی اور آپ ﷺ کو سب وشتم کرتی تھی، وہ نابینا صحابی اس کو منع کرتے رہتے تھے اور وہ باز نہیں آتی تھی، ایک رات جب وہ نبی اکرم ﷺ کو سب وشتم کررہی تھی انہوں نے ایک مغول (گیتی یا بھادو، پیکان والی لاٹھی) لے کر اس کو اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا حتیٰ کہ اس کو قتل کردیا اور اس کی ٹانگوں میں ایک بچہ آکر اس کے خون میں لتھڑ گیا، صبح کو لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے سب لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے، وہ نابینا لوگوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور نبی ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ! میں اس باندی کا مالک ہوں، وہ آپ کو سب وشتم کرتی تھی اور برا کہتی تھی، میں اس کو منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی اور اس سے موتیوں کی مانند میرے دو بچے بھی ہوئے اور وہ میری رفیقہ حیات تھی، گزشتہ رات وہ پھر آپ کو سب وشتم کررہی تھی اور برا کہہ رہی تھی، میں نے اس کے پیٹ پر گیتی رکھ کر اس کو دبایا حتیٰ کہ اس کو قتل کردیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، سنو! گواہ ہوجاؤ کہ اس کا خون رائیگاں ہے، (یعنی اس کا کوئی قصاص یا تاوان نہیں ہوگا)۔

اس حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ کو سب وشتم کرنے اور آپ کی گستاخی کرنے والے کا حکم بالکل واضح ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس گستاخ کے خون کو "ھدر" قرار دے کر اس پر مہر ثبت کردی کہ گستاخ رسول ﷺ مباح الدم ہوتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ خلیل احمد سہارنپور لکھتے ہیں:

"قال الشوکانی وحدیث ابن عباس وحدیث الشعبی دلیل علی انہ یقتل من شتم النبی علیہ السلام.

ترجمہ: شوکانی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عباس اور حدیث شعبی اس بات پر دلیل ہے کہ شاتم رسول ﷺ کو قتل کیا جائے گا" صاحب عون المعبود لکھتے ہیں:

وفیہ دلیل علی ان الذمی اذا لم یکف لسانہ عن اللہ ورسولہ فلا ذمتہ لہ فیحل قتلہ قالہ السدی (عون المعبود شرح ابی دائود ج۴ ص ۲۲۶)

ترجمہ: "اس میں دلیل ہے کہ ذمی اگر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی توہین سے باز نہ آئے تو اس

کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا قتل جائز ہو جاتا ہے"۔

شیخ محمد ذکریا سہارنپوری لکھتے ہیں:

وقد نقل ابن المنذر الا تفاق علی ان من سب النبی صریحا وجب قتله

ترجمہ: "ابن المنذر رنے نقل کیا ہے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جو حضور ﷺ کو صریحاً گالی دے اس کو قتل کر دیا جائے گا"۔ (بذل المجہود فی حل ابی داؤد (ج ۱۷ص ۳۰۰)۔

حدیث نمبر ۲: عن علی ان یهودیة کانت تشتم ﷺ وتقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل النبی ﷺ دمها رواه ابو دائود

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی عورت حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ کی عیب جوئی کیا کرتی تھی، ایک آدمی نے اس کا گلہ گھونٹ کر اسے قتل کر دیا، حضور ﷺ نے اس کے خون کو باطل قرار دیا۔ (اس کے ورثاء کو قصاص یا دیت کا حق دار قرار نہ دیا)۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۱۶۵ باب قتل اھل الردۃ والسعادۃ بالفساد ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۲ مطبوعہ دہلی، السنن الکبریٰ ج ۹ ص ۲۰۰)۔

حدیث نمبر ۳: عن حسین ابن علی عن ابیه ان رسول الله ﷺ قال من سب نبیا فاقتلوه ومن سب اصحابه فاضربوه

ترجمہ: "حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دو اور جو میرے کسی صحابی کو گالی دے اسے (کوڑے) مارو۔ (الشفاج ۲ ص ۲۲، فتاویٰ خیریہ ج ۱ ص ۱۰۳)۔

نبی اکرم ﷺ کا خود گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنے کا حکم دینا:

حدیث نمبر ۴: قال عمر وسمعت رسول الله ﷺ من لکعب بن الاشرف فانه قد آذی الله ورسوله فقام محمد بن مسلمه الخ

"حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون کھڑا ہوگا کعب بن الاشرف کے لئے، کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیفیں پہنچائی ہیں تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پھر اپنے ساتھ جا کر اسے قتل کر دیا پھر حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۷۶۸، صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۲۶)۔

کعب بن اشرف یہ وہ بد بخت گستاخِ رسول تھا کہ جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خود قتل کا حکم جاری فرمایا اور اعلان عام فرمایا کہ کون خوش قسمت شخص ہے جو اس گستاخِ رسول کو قتل کر کے اس کا نشان مٹائے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے۔

حدیث نمبر۵: محدث عبدالرزاق نے اپنی عظیم المرتبت کتاب مصنف عبدالرزاق میں مندرجہ ذیل احادیث لکھی ہیں:

عن عكرمة مولى ابن عباس ان النبی ﷺ سب رجل فقال من يكفينی عدوی فقال زبير انا فبارزه فقتله الزبير

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کو گالی دی تو حضور ﷺ نے فرمایا میرے اس دشمن کی خبر کون لے گا تو حضرت زبیر نے عرض کیا میں حاضر ہوں، پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گئے اور اسے قتل کر دیا۔

حدیث نمبر۶: **ان امراة كانت تسب النبی ﷺ فقال من يكفينی عدوی فخرج اليها خالد بن وليد فقتلها**

''ایک عورت حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا میرے اس دشمن کو کون کیفر کردار تک پہنچائے گا پس حضرت خالد بن ولید تشریف لے گئے اور اسے قتل کر دیا''۔

حدیث نمبر۷: **وروی ان رجلا كذب علی النبی ﷺ فبعث عليا و الزبير ليقتلا**

''مروی ہے کہ ایک دریدہ دہن آدمی نے حضور ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کیا تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر کو بھیجا تا کہ وہ اسے قتل کر دیں''

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نگاہ نبوت ﷺ میں شاتم رسول ﷺ کی سزا قتل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (المصنف عبدالرزاق ج۵ ص ۳۰۷)۔

فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے:

فی الصحيح البخاری عن انس بن مالک رضی الله عنه ان النبی ﷺ دخل مكه يوم الفتح وعلى رأسه المغفر فلما نزعه جاء رجل فقال ابن خطل متعلق بأستار الكعبة فقال اقتله ،

''صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا، جب آپ ﷺ نے

خود اتارا تو ایک آدمی اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبۃ اللہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو۔ (رواہ البخاری فتح الباری ج ۸ ص ۱۲، البدایۃ والنھایۃ ج ۳ ص ۴۹۲)۔

سنن ابوداؤد میں ان دو عورتوں کے بارے میں اس طرح لکھا ہے کہ:

وانہ کان یقول الشعر یھجوبہ رسول اللہ ﷺ ویامر جاریۃ أن تغنیا بہ فھذالہ ثلاث جرائم مبیحۃ للدم،قتل النفس والردۃ والھجاء.

یہ ابن خطل اشعار کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور اپنی باندیوں کو وہ اشعار گانے کے لئے کہا کرتا تھا اور وہ بد بخت عورتیں نبی اکرم ﷺ کی توہین میں ترنم سے وہ اشعار گاتی تھیں، اس کے کل تین جرم ہیں جن کی وجہ سے یہ مباح الدم قرار پایا، ایک قتل، دوسرا ارتداد اور تیسرا حضور اکرم ﷺ کی بدگوئی۔ **امر رسول اللہ ﷺ بقتل القینتین** (ان لونڈیوں کا نام قریبہ اور قرتنا تھا اور یہ ابن خطل کی باندیاں تھیں۔

اس طرح ابن خطل کی مذکورہ ہجو گانے والی دونوں باندیوں کو بھی رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا جن کا نام قریبہ اور قرتنا تھا، ان دونوں کے قتل کرنے کا حکم بھی اس لئے دیا گیا کہ یہ دونوں حضور ﷺ کی شان میں بدگوئی کے اشعار گایا کرتی تھیں۔ جب ابن خطل گستاخ رسول ﷺ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار لکھتا تو عاشق رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس کے گستاخانہ اشعار کا نبی اکرم ﷺ کی محبت میں مستغرق ہو کر اشعار کی صورت میں جواب دیا کرتے تھے۔

سنن نسائی میں اس کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی:

ابن خطل کا پورا نام عبداللہ بن خطل تھا یہ ایسا بد بخت شخص تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتا تھا اور دو مذکورہ عورتیں ان بے ہودہ اشعار کو گاتی تھیں، ان کی یہ حرکت نبی کریم ﷺ کو سخت ناگوار گزرتی تھی جبکہ سنن نسائی کی حدیث میں ہے، جس کو حضرت مصعب بن سعید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، جب مکہ فتح ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے تمام لوگوں کو معاف فرمایا یعنی معافی کا عام اعلان کیا، لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کو معافی ہے، ان (چار مردوں اور دو عورتوں) کو قتل کردو چاہے کہ تمہیں کعبے کے پردوں کے ساتھ لپٹے ہوئے ملیں (ان چار مردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں: (1) عکرمہ بن ابی جہل، یہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے (2) عبداللہ بن خطل (یہ وہ گستاخ رسول

تھا جس کو حضرت سعید بن حریث نے کعبے کے پردوں کے پیچھے سے نکال کر قتل کیا تھا)، (3) مقیس بن صبابہ (اس گستاخ رسول کو صحابہ نے بھرے بازار میں قتل کیا، (4) عبد اللہ بن سعید بن ابی سرح نے (حضرت عثمان کے گھر میں امان لی اور بعد میں مسلمان ہو گئے)۔

(سنن نسائی رقم الحدیث: ۴۰۷۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنا:

گستاخ رسول ﷺ کے خلاف سب سے پہلا جہاد امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا:

مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جس فتنۂ ارتداد سے نبرد آزما ہونا پڑا وہ مسیلمہ کذاب کافر وملعون کی صورت میں تھا، مسیلمہ کذاب نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جھوٹی .. کا دعویٰ کیا اور اپنے کچھ پیروکار بھی تیار کیئے، بلکہ اپنے مرتدین کی پوری فوج تیار کی ہوئی تھی، جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس گستاخ رسول اور اس کے پیروکاروں اور اس کی طاقت کا پتہ چلا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرتِ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت وسیادت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا، اور حکم فرمایا کہ اس مرتد اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جہاد کرو، اہلِ سیر نے اس جہاد کا نام جنگِ یمامہ رکھا اور فرمایا اس وقت تک واپس نہ آنا جب تک مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کو واصلِ جہنم نہ کر دو، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صحابہ کرام کے لشکر کے ساتھ مسیلمہ کذاب سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوئے، اور اس سے جنگ کی، یہاں تک کہ یہ جنگ اتنی شدت اختیار کر گئی کہ اس گستاخ رسول اور اس کے پیروکاروں سے لڑتے لڑتے تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت نوش کیا، اور ان شہید صحابہ کرام میں تین سو ستر صحابہ کرام ایسے تھے جو قرآن کے حفاظ تھے، آخر کار حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے گستاخانِ رسول ﷺ کے فتنہ کو ختم کر دیا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایمان کا یہ عالم تھا کہ صحابہ کرام کے لئے گستاخ رسول ﷺ کا زندہ دیکھنا ناقابلِ برداشت ہوتا، یہی وجہ ہے کہ جس صحابی رسول کو جب بھی معلوم ہوتا کہ فلاں

شخص گستاخ رسول ہے یا نبی ﷺ کی شانِ اقدس میں سب وشتم کرتا ہے تو اس کو قتل کرنے کے لئے جھپٹ پڑتے ، (ائمہ تلبیس ، ج ا، ص ۸۷-۸۸، میں جن بارہ سوشہید صحابہ کرام کا ذکر ہے ان میں اکثر کے نام اور تعارف بھی لکھے ہیں جبکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ستر شہداء صحابہ کا ذکر کیا ہے)۔

حضور اکرم ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والے منافق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل:

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مکلفین کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں اور ان آیتوں میں یہ بتایا ہے کہ منافقین رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے اور آپ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتے اور اپنے مقدمات طاغوت کے پاس لے جاتے ہیں، امام ابن جریر نے لکھا ہے کہ اس آیت میں طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے، یہ ایک یہودی عالم تھا۔

ایک منافق اور ایک یہودی کا جھگڑا ہو گیا، یہودی نے کہا میرے اور تمہارے درمیان ابوالقاسم ﷺ فیصلہ کریں گے ،اور منافق نے کہا میرے اور تمہارے درمیان کعب بن اشرف فیصلہ کرے گا، کیونکہ کعب بن اشرف بہت رشوت خور تھا اور اس مقدمہ میں یہودی حق پر تھا اور منافق باطل پر تھا، اس وجہ سے یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے جانا چاہتا تھا، (اس لئے کہ اس یہودی کو بھی یہ معلوم تھا کہ مجھے اسی در سے انصاف مل سکتا ہے) اور منافق کعب بن اشرف کے پاس یہ مقدمہ لے جانا چاہتا تھا، جب یہودی نے اپنی بات پر اصرار کیا تو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ دیا، منافق اس فیصلہ سے راضی نہیں ہوا اور کہا میرے اور تمہارے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کریں گے، دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، یہودی نے بتا دیا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے حق میں اور اس منافق کے خلاف فیصلہ کر چکے ہیں لیکن یہ مانتا نہیں ہے، حضرت عمر نے منافق سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے، اس نے کہا ہاں! حضرت عمر نے فرمایا ٹھہرو انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں، گھر گئے تلوار لے کر آئے اور اس منافق کا سر قلم کر دیا (اور للکار کر اس مظہر جلال مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو میرے رسول ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا عمر کا اس کے لیے یہی فیصلہ

ہے کہ اس کا نام دنیا سے مٹا دیا جائے)، پھر اس منافق کے گھر والوں نے نبی ﷺ سے حضرت عمر کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے پوری تفصیل معلوم کی، حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس نے آپ کے فیصلہ کو مسترد کر دیا، اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا عمر فاروق ہیں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا، نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم فاروق ہو، اس قول کی بناء پر طاغوت سے مراد کعب بن اشرف یہودی ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۲۹-۲۲۸، الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۶۵-۲۶۴)

(الدرالمنثور ج ۲ ص ۱۷۹، روح المعانی ج ۵ ص ۶۷، تبیان القرآن ج ۲ ص ۷۱۳)

☆ **وعن مجاهد قال اتی عمر بو جل یسب رسول الله ﷺ فقتله ثم قال عمر رضی الله عنه من سب الله أوسب احد امن الانبیاء فاقتلوه.**

"حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جو رسول اللہ ﷺ کو برا کہتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور سزا اسے قتل کیا اور پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کو یا انبیاء میں سے کسی کو برا کہے اسے قتل کر دو"۔ (الصارم المسلول ج ۴ ص ۴۱۹)۔

☆ حضرت عمیر بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بہن مشرکہ تھی، جب وہ نبی ﷺ کے پاس جاتے تو وہ آپ کو سب وشتم کرتی اور آپ کو برا کہتی، انہوں نے ایک دن اس کو تلوار سے قتل کر دیا، اس کے بیٹے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہم کو معلوم ہے اس کو کس نے قتل کیا ہے، کیا امن دینے کے باوجود اس کو قتل کیا گیا ہے، اور ان لوگوں کے ماں باپ مشرک تھے، حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ یہ لوگ کسی اور بے قصور کو قتل کر دیں گے، انہوں نے نبی ﷺ کے پاس جا کر اس واقعہ کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی بہن کو قتل کیا تھا؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! وہ آپ کے متعلق مجھے ایذاء پہنچاتی تھی، نبی ﷺ نے اس کے بیٹوں کے پاس کسی کو بھیجا تو انہوں نے کسی اور کا نام لیا جو اس کا قاتل نہیں تھا، نبی ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

(المعجم الکبیر ج ۱۷، رقم الحدیث: ۱۲۴، ص ۶۵، ۶۴، مطبوعہ بیروت، تبیان القرآن ج ۵ ص ۸۰)

گستاخِ رسول ﷺ کا انجام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی نظر میں:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ گستاخِ رسول ﷺ کے بارے میں فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۹۹ تا ۳۰۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور میں لکھتے ہیں:

اجمع العلماء ان شاتم النبی ﷺ المنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله تعالیٰ ومن شک فی کفره وعذابه فقد کفر

یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو گیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم ص ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے:

ما صرح به من کفر الساب والشاك فی کفره هوماعلیه المتناو غیرهم۔

یعنی جو ارشاد فرمایا کہ نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر یہی مذہب ہمارے آئمہ وغیرہم کا ہے۔

وجیز امام کردری جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ پر ہے

لو ارتد والعیاذ بالله تعالیٰ تحرم امراته ویجدد النکاح بعد اسلامه والمولود بینهما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمة الکفر ولد زنا ثم ان اتی بکلمة الشهادة علی العادة لایجدیه مالم یرجع عما قاله لان باتیانهما علی العادة لا یرتفع الکفر اذا سب الرسول ﷺ او واحد من الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فلا توبة له واذا شتمه علیه الصلوة والسلام سکران یعفی واجمع العلماء ان شاتمه کافر ومن شک فی عذابه وکفره کفر ملتقطا کاکثر الاوانی للاختصار.

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے پھر اسلام لائے تو جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے کلمۂ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص عادت کے طور پر کلمۂ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دیگا جب اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا اور جو رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی

میں گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دینگے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم صفحہ ۴۰۷ میں ہے۔

کل من ابغض رسول الله ﷺ بقلبه کان مرتدا فالساب بطریق اولیٰ وان سب سکران لایعفی عنه

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا کینہ ہے وہ مرتد ہے اس سے تعریض نہ کریں گے اس لئے کہ گواہاں عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لیے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے والہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبطؔ ہو گئے اور جورو (بیوی) نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی۔ مگر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں تھی اور نہ کسی اور نبی کی شان میں گستاخی، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار جلد اول صفحہ ۹۵ پر فرماتے ہیں:

من سب رسول الله ﷺ فانه مرتد و حکمه حکم المرتدین ویفعل به مایفعل بالمرتدین و لا توبة له اصلا و اجمع العلماء انه کافر و من شک فی کفره کفر ملتقطا.

جو نبی ﷺ کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا حکم وہی ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے جو مرتدوں سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے دنیا میں معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اول صفحہ ۶۱۸ پر ہے۔

اذا سبه ﷺ او واحد من الانبیاء مسلم ولو سکران فلا توبة له تنجیه کالزندیق و من شک فی عذابه و کفره فقد کفر.

یعنی مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی

حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

ذخیرۃ العقبی علامہ اخی یوسف صفحہ ۲۲۰ پر ہے:

قد اجمعت الامة علی ان الاستخفاف بنبینا ﷺ وبای نبی کان علیهم الصلوٰة والسلام کفر سواء فعله علی ذالک مستحلا ام فعله معتقدالحرمة ولیس بین العلماء خلاف فی ذالک ومن شک فی کفره وعذابه کفر.

یعنی بے شک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور ﷺ خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

ایضاً صفحہ ۲۲۲ پر ہے: لا یغسل ولا یصل علیه ولا یکفن اما اذا تاب وتبرا عن الارتداد ودخل فی دین الاسلام ثم مات غسل وکفن وصلی فیه ودفن فی مقابر المسلمین.

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو اسے نہ غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برات کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز اور مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا، (تنویر الابصار شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی)۔

(کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الکافر بسب النبی الخ)

ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لیے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

درمختار میں ہے:

الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقا ومن شک فی عذابه وکفره کفر.

یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

بحرالرائق جلد پنجم صفحہ ۱۳۶ پر فرمایا:

سب واحد من الانبیاء کذالک فلا یفید الانکار مع البینة الانانجعل انکار الردة توبة ان کانت مقبولة.

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لیے ہے توبہ تو وہاں قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی ﷺ خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلا معافی نہ دیں گے۔

دررالاحکام علامہ مولی خسرو جلد اول صفحہ ۲۹۹ پر ہے۔

اذا سبه ﷺ او واحدا من الانبیاء صلوات الله علیهم اجمعین مسلم فلا توبة له اصلا واجمع العلماء ان شاتمه کافر ومن شک فی عذابه وکفره کفر.

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

غنیۃ ذوالاحکام صفحہ ۳۰۱ میں ہے:

محل قبول توبة المرتد مالم تکن ردت بسب النبی او بغضه ﷺ فان کان به لاتقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد علیه بذالک بخلاف غیره من المکفرات

یعنی نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۹۹ تا ۳۰۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

گستاخ رسول ﷺ کے انجام کے متعلق غزالی زماں فخر المحدثین علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:

غزالی زماں رازیٔ دوراں فخر المحدثین علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کی کتاب ناموس رسول ﷺ اور قانون رسالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کتاب وسنت، اجماع امت اور تصریحات آئمہ دین کے مطابق توہین رسول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت توہین رسول ہے۔ قرآن مجید نے اس جرم کی سزا قتل بیان کی ہے، اسی بناء پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا، قرآن مجید میں ہے:

ذٰلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ (الانفال: آیت ۱۳)

یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم) اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریح مخالفت کر کے ان کی توہین کا ارتکاب کیا، توہین رسول کے کفر ہونے پر بکثرت آیات قرآنیہ شاہد ہیں۔ مثلاً ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزئون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

(سورہ توبہ آیت ۶۵، ۶۶)،

ترجمہ: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے تھے، آپ (ان سے) کہیں کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو، کوئی عذر نہ کرو، بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد ہوتا ہے اور از روئے قرآن مرتد کی سزا صرف قتل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونھم او یسلمون (سورۃ الفتح آیت ۱۶)

ترجمہ: اے رسول ﷺ پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرما دیجئے، عنقریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے، تم ان سے قتال کرتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ آیت مرتدین اہل یمامہ کے حق میں بطور اخبار بالغیب نازل ہوئی، اگرچہ بعض علماء نے

اس مقام پر فارس وروم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حسب ذیل روایت نے اس آیت کو مرتدین بنی حنیفہ (اہل یمامہ) کے حق میں متعین کر دیا:

عن رافع بن خديج انا كنا نقراهذه الاية فيما مضى ولا نعلم من هم حتى دعا ابوبكر رضى الله عنه الى قتال بنى حنيفة فعلما انهم اريدوابها(البحر المحيط ج٨ص ٩٢،روح المعانى پ٢٦ص ١٠٢)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں ہم اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مرتدین) بنی حنیفہ (اہل یمامہ) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا، اس وقت ہم سمجھے کہ اس آیت کریمہ میں یہ مرتدین ہی مراد ہیں۔

ثابت ہوا کہ اگر مرتد اسلام نہ لائے تو از روئے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں، قتل مرتد کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

اتى على بزنادقة فاحرقهم (وفى رواية ابى داؤدان عليا احرقا ناسا ارتدواعن الاسلام)فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو كنت انا لم احرقهم لنهى رسول الله ﷺ لا تعذبوا بعذاب الله ولقتلهم لقول رسول الله ﷺ من بدل دينه فاقتلواه(صحيح بخارى ج١ ص ٢٤٣،ابو داؤد ج٢ ص ٥٩٨)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (مرتد ہونے والے) زندیق لوگ لائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا دیا، اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا اگر (آپ کی جگہ) میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، اور میں انہیں قتل کرا دیتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کر دو۔

گستاخ رسول ﷺ کا انجام

محدث اعظم سعید ملت حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہم کی نظر میں:

میرے استاذ محترم عالم اسلام کے عظیم محدث، سعید ملت فخر المحدثین شیخ القرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ نے تفسیر تبیان القرآن اور شرح صحیح مسلم میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائی، چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

توہین رسالت کرنے والے غیر مسلم کو اسلامی ملک میں قتل کرنے کے متعلق مذاہب فقہاء:

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابن المنذر نے کہا ہے کہ عام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جس شخص نے نبی ﷺ کو گالی دی اس کو قتل کرنا واجب ہے، امام مالک، لیث، امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ سے یہ منقول ہے کہ جو ذمی نبی ﷺ کو گالی دے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، اس کے بعد علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو ذمی رسول اللہ ﷺ کو گالی دے، یا آپ ﷺ کو تعریضاً اور کنایتاً برا کہے یا آپ ﷺ کی شان میں کمی کرے یا آپ ﷺ کی ایسی صفت بیان کرے جو کفر ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ ہم نے اس بات پر اس کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا نہ اس پر اس سے معاہدہ کیا ہے، البتہ امام ابوحنیفہ، ثوری اور اہل کوفہ میں سے ان کے متبعین نے کہا ہے کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا مذہب جس پر وہ قائم ہے، وہ شرک ہے اور وہ سب سے بڑا جرم ہے لیکن اس کو سزا دی جائے گی اور اس پر تعزیر لگائی جائے گی۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۸ ص ۲۱-۲۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

میں کہتا ہوں کہ جمہور فقہاء احناف نے امام ابوحنیفہ کے اس قول پر فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان کا یہی مسلک ہے کہ جو ذمی نبی ﷺ کی توہین کرے وہ واجب القتل ہے اور توہین سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کفریہ اور شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق کوئی ایسی بات کہے جو عرف میں توہین ہو۔

ائمہ کے نزدیک گستاخ رسول ﷺ کا حکم:

رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنا بالاجماع کفر ہے اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول کرنے میں ائمہ مذاہب کے مختلف قول ہیں، خواہ توہین کا

تعلق آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ ہو یا آپ ﷺ کے نسب کے ساتھ ہو آپ ﷺ کے دین کے ساتھ یا آپ ﷺ کی کسی صفت کے ساتھ ہو اور یہ اہانت خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً ہو یا تعریضاً ہو یا تلویحاً ہو اسی طرح کوئی شخص آپ کو بددعا کرے، آپ پر لعنت کرے یا آپ کا برا چاہے آپ ﷺ کے عوارض بشریہ یا آپ سے متعلق اشیاء یا اشخاص کا آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بطریق طعن یا مذمت ذکر کرے، غرض جس شخص سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ ﷺ کی اہانت ظاہر ہو وہ کفر ہے اور اس کا قائل واجب القتل ہے، اسی طرح علامہ قاضی عیاض مالکی نے ذکر کیا ہے (قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۱۸۹)۔

علامہ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ المنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله له وحکمه عند الامة القتل ومن شک فی کفره وعذابه کفر

محمد بن سحنون نے کہا ہے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی اہانت کرنے والا اور آپ کی تنقیص (آپ کی شان میں کمی) کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل کرنا ہے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۱۹۰، مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

بعض فقہاء حنفیہ کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی، علامہ علائی لکھتے ہیں:

والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل ولا یقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالیٰ قبلت لانه حق الله تعالیٰ والاول حق عبد ومن شک فی عذابه وکفره کفر

جو شخص کسی نبی کو گالی دینے سے کافر ہو گیا اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلق قبول نہیں ہے (خواہ خود توبہ کرے یا توبہ پر گواہی ہو) اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نبی کو گالی دینا بندے کا حق ہے اور جو شخص اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

(علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمختار علی الرد ج ۳ ص ۲۰۰، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول)

علامہ شامی حنفی عدم قبول توبہ کی تصریح کرتے ہیں:

لان الحد لا یسقط بالتوبة فهو عطف تفسیر و افاد انه حکم الدنیا اما عند الله تعالیٰ فهی مقبولة کما فی البحر

کیونکہ حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی توبہ مقبول ہوگی اسی طرح البحر الرائق میں ہے۔

(علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۰ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول)

بعض فقہاء شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کی توبہ مطلقاً قبول نہیں ہے علامہ عسقلانی لکھتے ہیں:

وقد نقل بن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی ﷺ صریحا وجب قتله ونقل ابوبکر الفارسی احد ائمة الشافعیة فی کتاب الاجماع ان من سب النبی ﷺ مما هو قذف صریح کفر باتفاق العلماء فلوتاب لم یسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا یسقط بالتوبة

علامہ ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے نبی ﷺ کو صراحۃً گالی دی اس کو قتل کرنا واجب ہے اور ائمہ شافعیہ میں سے علامہ ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں لکھا ہے کہ جس شخص نے نبی ﷺ کو قذف صریح کے ساتھ گالی دی اس کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اگر وہ توبہ کرے گا تب بھی اس سے قتل ساقط نہیں ہوگا کیونکہ یہ حد قذف ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

(علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۲۸۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

فاعلم ان مشهور مذهب مالک واصحابه وقول السلف وجمهور العلماء قتله حدا لا کفرا ان اظهر التوبة منه (الی قوله) قال الشیخ ابو الحسن القابسی رحمه الله اذا اقرا لسب وتاب منه واظهر التوبة قتل بالسب لانه هو حده وقال ابومحمد بن ابی زید مثله واما مابینه وبین الله فتوبته تنفعه

جان لو کہ امام مالک، ان کے اصحاب، سلف صالحین اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نبی ﷺ کو جس نے گالی دی اور اس کے بعد توبہ کرلی تو اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا نہ بطور کفر، شیخ

ابوالحسن قابسی رحمہ اللہ نے فرمایا جب کسی شخص نے آپ ﷺ کو گالی دینے کا اقرار کیا اور اس کے بعد توبہ کرلی اور توبہ کا اظہار کردیا تو اس کو گالی کے سبب سے قتل کیا جائے گا، کیونکہ یہ اس کی حد ہے ابومحمد بن ابی زید نے بھی یہی کہا ہے البتہ اس کی توبہ اس کو آخرت میں نفع دے گی اور وہ عنداللہ مؤمن قرار پائے گا۔ (قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء ج ۲ ص ۲۲۳۔۲۲۲ مطبوعہ ملتان)

علامہ شامی لکھتے ہیں: ان قول مالک بعدم قبول التوبة اشهر واظهر مما رواه عنه الوليد (الى قوله) واما الحنابلة فكلامهم قريب من كلام المالكيه والمشهور عن احمد عدم قبول توبته وعنه رواية بقبولها فمذهبه كمذهب مالك (الى قوله) ان مذهب ابى حنفية والشافعى حكمهٔ حكم المرتد وقد علم ان المرتد تقبل توبته كما نقلهنا عن النتف وغيره فاذا كان هذا فى ساب الرسول ﷺ ففى ساب الشيخين او احدهما بالاولىٰ فقدتحرر ان المذهب كمذهب الشافعى قبول توبته كماهورواية ضعيفة عن مالك

جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی ہو اس کی توبہ قبول نہ کرنا، امام مالک کا مشہور مذہب ہے، اور امام احمد بن حنبل کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی، لہٰذا ان کا مذہب امام مالک کی طرح ہے، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس کا حکم مرتد کی طرح ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ مرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے جیسا کہ نتف وغیرہ سے منقول ہے، جب رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کا یہ حکم ہے تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دینے والے کا حکم بطریق اولیٰ یہی ہوگا کہ اس کی توبہ قبول کرلی جائے، بہر حال یہ بات ظاہر ہوگئی کہ احناف اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی اور امام مالک سے بھی یہ ایک ضعیف روایت سے ثابت ہے۔

(درمختار ج ۳ ص ۳۰۴)

خلاصہ یہ ہے کہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ گستاخ رسول کی (دنیاوی احکام میں) توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کو قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ (دنیاوی احکام میں) اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کو ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔

شریعت کی توہین کرنے والا تورات کی تصریح کے مطابق واجب القتل ہے:

پاکستان میں توہین رسالت کا قانون بنایا گیا ہے جس کے مطابق سیدنا محمد ﷺ یا انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کی بھی توہین کرنے والے کو پھانسی کی سزادی جاسکے گی، اس پر پاکستان میں رہنے والے غیر مسلم خصوصاً عیسائی آئے دن احتجاج کرتے رہتے ہیں اور باقی دنیا کے غیر مسلم بھی اس کو مسلمانوں کی بنیاد پرستی قرار دیتے ہیں اور اس قانون کو اقلیت پر ظلم قرار دیتے ہیں جبکہ بائبل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ قاضی یا کاہن کی توہین کرنے والا بھی واجب القتل ہے اور نبی کی حرمت اور اس کا مقام تو کاہن اور قاضی سے کہیں زیادہ ہے، سو معلوم ہوا کہ توہین رسالت کا یہ قانون قرآن، حدیث، آثار اور مذاہب ائمہ کے علاوہ بائبل کے بھی مطابق ہے، بائبل کی عبارت یہ ہے:

شریعت کی وہ بات جو تجھ کو سکھائیں اور جیسا فیصلہ تجھ کو بتائیں اسی کے مطابق کرنا اور جو کچھ فتویٰ دیں اس سے دہنے یا بائیں نہ مڑنا O اور اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کے لیے کھڑا رہتا ہے یا اس قاضی کا کہنا نہ سنے تو وہ شخص مارڈالا جائے تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا O اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے۔

(استثناء باب: ١٧ آیت: ١٣-١١، پرانا عہد نامہ ص ١٨٢، مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور)

(تبیان القرآن ج ۵ ص ۸۵)

یہود و ہنود کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارے نزدیک تو تمہارے ایک عالم کی توہین کرنے والا قتل کا مرتکب ہے تو وہ ذات جسے اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے رسول اور اپنا حبیب مکرم بنا کر بھیجا، آج اس ذات مقدسہ پر ڈنمارک اور ناروے کے اخبارات میں جو اعلانیہ گستاخیاں کی گئی ہیں، یہود و ہنود ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں ایسا شخص واجب القتل ہے۔

علامہ محمد بن علی بن محمد الحصکفی الحنفی المتوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ جب کوئی شخص علی الاعلان نبی ﷺ کو سب و شتم کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ سیر، ذخیرہ میں یہ تصریح ہے کہ امام محمد نے فرمایا: جب کوئی عورت علی الاعلان نبی ﷺ کو سب و شتم کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ روایت ہے کہ حضرت عمر بن عدی نے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتی تھی، انہوں نے رات میں اس کو قتل

کر دیا تو نبی ﷺ نے ان کے اس فعل کی تعریف فرمائی۔

(الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۰-۲۷۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۹ھ)۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

جو شخص علی الاعلان نبی ﷺ کو سب و شتم کرے یا عادتاً سب و شتم کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا خواہ وہ عورت ہو (رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۸، مطبوعہ بیروت، ۱۴۰۹ھ)۔

شوکانی لکھتے ہیں:

وفی حدیث ابن عباس رضی الله عنه وحدیث الشعبی دلیل علی انه یقتل من شتم النبی ﷺ ونقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی ﷺ صریحا وجب قتله قال الخطابی رحمة الله علیه لا اعلم خلافا فی وجوب قتله اذا کان مسلما(نیل الاوطار ص ۲۱۴ ج۷)

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حدیث شعبی اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کو سب و شتم کرنے والے کو قتل کر دیا جائے گا اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے شاتم رسول ﷺ کے وجوب قتل پر اتفاق نقل کیا ہے، امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فعل شنیع کا مرتکب اگر مسلمان ہو تو اس کے وجوبِ قتل میں کوئی اختلاف نہیں۔

شوکانی اس کے بعد لکھتے ہیں: جو شخص مسلمان ہو کر اہانتِ رسول ﷺ کا ارتکاب کرتا ہے، وہ مرتد ہے بلکہ مرتد سے بھی زیادہ سنگین مجرم ہے کیونکہ توہینِ رسالت ﷺ کے مجرم کی سزا قتل ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتی، جب کہ عام مرتد کی سزا توبہ کرنے سے معاف ہو جاتی ہے، چنانچہ مرتد کے بارے میں ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور پھر مطالبہ کرنے کے بعد اسے تین دن کی مہلت دی جائے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب یہی ہے، حنفیہ میں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے مرتد کو قتل نہ کیا جائے البتہ اگر وہ مہلت مانگے تو اسے تین دن کی مہلت دی جائے

(الصارم المسلول ص ۳۲۱)

حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کا گستاخ رسول ﷺ کو اس کے انجام تک پہنچانا:

فاتحِ بیت المقدس حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو آپ نے عام معافی کا اعلان کیا، لیکن ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ آج ہر ایک کے لئے معافی ہے سوائے ایک شخص کے جس نے میرے پیارے آقا و مولیٰ جناب محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بدگستاخی کی، جب تک اس گستاخِ رسول کو انجام تک نہیں پہنچاؤں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا، اس گستاخِ رسول نے پوری امت مسلمہ کو چیلنج کیا تھا کہ (نعوذ باللہ من ذالك) کہ کہاں ہے تمہارا محمد (ﷺ) آ کے بیت المقدس کو کیوں نہیں چھڑاتا، حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گستاخ رسول ﷺ کو تلاش کر کے سب لوگوں کے سامنے اس گستاخ رسول ﷺ کو قتل کیا اور للکار کر کہا کہ اس سلطنت میں گستاخ رسول ﷺ کے علاوہ ہر ایک کو رہنے کی اجازت ہے، آپ نے اس گستاخِ رسول کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے آقا ﷺ کو چیلنج کرنے والے گستاخ آج اس محمد عربی ﷺ کا غلام بیت المقدس کو آزاد کرنے آیا ہے، کسی گستاخ میں ہمت ہے تو سامنے آئے، حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گستاخِ رسول کو واصلِ جہنم کرنے کے بعد سکون کا سانس لیا اور نبی کریم ﷺ کے ہر امتی کو ناموس مصطفیٰ ﷺ پر مر مٹنے کا عملی درس دیا کہ گستاخِ رسول ﷺ کا انجام سوائے موت اور واصل جہنم کے اور کچھ نہیں۔

(الروضتین فی اخبار الدولتین ج ۲ ص ۸۱، مطبوعہ دار الجیل بیروت)

یہود ونصاریٰ ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے مٹانے کی ناپاک سازشیں اور جدوجہد کرتے آئے ہیں اور اپنے تمام وسائل، تمام طاقت اور تمام مال ودولت اپنے ان ناپاک منصوبوں کی تکمیل میں صرف کرتے آئے ہیں، قرآن مجید ان کے اس ناپاک نظریے کو رد فرماتا ہے:

ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله فسينفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون ط والذين كفروا الىٰ جهنم يحشرون○

ترجمہ: بیشک جنہوں نے کفر کیا، وہ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکیں، تو اب وہ انہیں خرچ کریں گے، پھر وہ ان پر حسرت بن جائیں گے پھر (یہ لوگ) مغلوب کردیئے جائیں گے، اور جنہوں نے کفر کیا وہ دوزخ کی طرف اکھٹے کیے جائیں گے، (الانفال:۳۶)۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے بدر واحد ہو یا احزاب وحنین، صلیبی جنگوں کا سلسلہ ہو یا تاتاریوں کی یلغار، اسلام ہمیشہ سربلند رہا۔

یہود ونصاریٰ نے جب یہ محسوس کرلیا کہ اسلام اور مسلمانوں کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب تک اہل ایمان مصطفیٰ کریم ﷺ کی غلامی سے وابستہ ہیں اور ان کے دل محبت رسول ﷺ کے نور سے جگمگا رہے ہیں، انہیں مغلوب اور زیر کرنا ممکن نہیں، جب میدان جنگ میں مسلمانوں کو شکست دینا ممکن نہ رہا تو اہل مغرب نے تیغ وسنان رکھ دیئے اور طے شدہ منصوبے کے تحت کبھی ڈراموں کے ذریعے، کبھی فلمیں بنا کر، کبھی کارٹون اور کبھی تعصب خیز لٹریچر کے ذریعے اسلام اور داعیٔ اسلام ﷺ کے اعلیٰ کردار کو مسخ کرنے کی ناپاک کوششیں کیں، کبھی یہ فتنہ مسیلمہ کذاب کی صورت میں، کبھی سلمان رشدی ملعون وکافر کی صورت میں اور کبھی مرزا قادیانی مرتد وملعون کی صورت میں نمودار ہوتا رہا، اہل ایمان اور شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے پاؤں تلے روندا جاتا رہا، حال ہی میں ایسی ہی ایک ناپاک جسارت ڈنمارک اور ناروے کے چند اخبارات کے ایڈیٹرز وذمہ داران نے کی اور یہود ونصاریٰ نے ان کا دفاع

کیااور اسے آزادیٔ اظہار کا نام دیا، ان شاء اللہ بہت جلد مسلمانوں کے جذبہ ایمان اور محبت رسول ﷺ کے سیلاب میں یہ فتنہ بھی کچلا جائے گا، ان کی اس ناپاک و مذموم جسارت پر پورا عالم اسلام تڑپ اٹھا ہے جس کے رد عمل میں ہر مسلمان اپنے جذبات کا مختلف ذرائع سے اظہار کررہا ہے، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح ماضی میں صلیبی تلواروں کے مقابلے میں مصطفائی تلواریں میان سے نکلیں، بدر، احد اور دیگر غزوات رسول ﷺ اور صحابۂ کرام کے دور کی فتوحات، حضرت صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم رحمہم اللہ علیہم اجمعین جیسے مجاہدین اسلام کے کارنامے، اس کی واضح مثالیں ہیں، آج جب کہ عالمی سطح پر جنگیں میدان میں نہیں بلکہ علم و آگہی اور شعور کے ذریعے اپنی معیشت و ثقافت کو بلند کر کے جیتی جاتی ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ کے اہل قلم بھی صلیبی قلم کے مقابلے میں علمی اور فکری قلم اٹھائیں اور دشمنان اسلام کی سازشوں کا بھرپور جواب دیتے ہوئے عملی اور قلمی جہاد میں حصہ لیں، اسی جذبے کو اپنے سینے میں لیے ناچیز نے بھی قلم اٹھانے کی جسارت کی تاکہ امت مسلمہ کو دینی شعور اور احساس و جذبات کی دولت سے آشنا کیا جائے۔

الحمد للہ علی احسانہ بندہ ناکارہ خلائق نے ''گستاخ رسول ﷺ کا انجام'' کے عنوان سے یہ مختصر سی تحریر لکھنے کی ادنیٰ سی سعی کی تاکہ نبی کریم ﷺ کے عشاق میں اپنا نام رقم کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے، میری دعا ہے کہ رب کریم میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور امت مصطفیٰ ﷺ کے ہر فرد کو ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ **فقط محمد نصیر اللہ نقشبندی**

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ ☆ ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ☆ ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

(اعلیٰ حضرت)

جو اٹھائے انگلی ناموس شہ ابرار پر ☆ لعنت ایسی بے لگام آزادیٔ اظہار پر
وہ نہیں مؤمن نہ جو محبوب کو ترجیح دے ☆ مال، جان، اولاد پر اجداد پر گھربار پر
ہو رہے ہیں جو کہ توہینِ نبی کے مرتکب ☆ آسماں ٹوٹے گا ایسے لعنتی کفار پر
پھر بھی ناموس رسالت پر نہ آنے دیں گے آنچ ☆ گو ہمیں لٹکا دیا جائے صلیب و دار پر

(فیض رسول فیضان)

ہماری دیگر مطبوعات